

حَمْزہ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اور سید الشہداء

<"xml encoding="UTF-8?">

حَمْزہ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

حَمْزہ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اسد اللہ، اسد [رسول اللہ](#) اور سید الشہداء کے لقب سے مشہور، [پیغمبر اکرم](#) کے چچا اور جنگ اُحُد کے شہداء میں سے ہیں۔

حمزہ رسول اکرم کی دعوت رسالت کے اہم حامیوں میں سے تھے اور مروی ہے کہ آپ قبول اسلام سے پہلے بھی مشرکین کے مقابلے میں رسول خدا کی حمایت کرتے تھے۔ آپ قریش کے زعماء میں سے تھے اسی وجہ سے آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد قریش کی طرف سے رسول اللہ پر ہونے والے آزار و اذیت میں کمی آگئی۔ حمزہ شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے جنگ بدر و جنگ احد میں شرکت کی اور جنگ احد سنہ 3 ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔

ولادت کا زمانہ

اس روایت کے مطابق جس میں ذکر ہوا ہے کہ کنیز ابو لہب ثویبہ نے پیغمبر اکرم (ص) اور حمزہ کو دودھ پلایا ہے [1] اور آنحضرت کی طرف سے اس بات کی تاکید کہ حمزہ ان کے رضائی بھائی ہیں۔ [2] حمزہ آنحضرت سے زیادہ سے زیادہ دو سال بڑے ہو سکتے ہیں۔ بعض نے عمر کے اس اختلاف کو چار سال تک بھی ذکر کیا ہے۔ [3] البتہ اس بات کے پیش نظر کہ بعض محققین نے ثویبہ کے آنحضرت کو دودھ پلانے کے بارے میں تردید کا اظہار کیا ہے، [4] عمر کی یہ مدت زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ بطور کلی احتمالا ان کی ولادت (رسول خدا کی ولادت) سن عام الفیل سے دو یا چار سال قبل ہوئی ہے۔

نام، کنیت و لقب

حمزہ بن عبد المطلب، رسول خدا (ص) کے چچا اور شہدائے احد میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عمارہ و ابو یعلیٰ ہے۔ [5] آپ کی والدہ ہالہ بنت اُبیب (وُبیب) بن عبد مناف بن زُہرہ تھیں۔ [6] حمزہ کے معنی شیر [7] یا تیز فہم [8] کے ہیں۔

انہیں "اسد اللہ" اور "اسد رسول اللہ" جیسے القاب دیئے گئے ہیں۔ [9] ان کی شہادت کے بعد حضرت جبرئیل نے رسول خدا کے ذریعہ یہ لقب عطا کئے۔ [10] ان کے مہم ترین القاب میں سے ایک سید الشہداء ہے۔ [11] شہید مرتضیٰ مطہری لقب سید الشہداء کو حضرت حمزہ کے لئے مقید اور امام حسین علیہ السلام کے لئے مطلق مانتے ہیں اور اس تاریخی نکتہ پر تاکید کرتے ہیں کہ یہ لقب عاشورا سے پہلے تک حمزہ کے لئے مخصوص تھا لیکن عاشورا کے بعد یہ امام حسین (ع) کا لقب بن گیا۔ حمزہ اپنے زمانہ کے سید الشہداء ہیں لیکن امام حسین (ع) ہر زمانے کے سید الشہداء ہیں۔ جس طرح سے حضرت مریم اپنے زمانے کی خواتین کی سردار ہیں لیکن حضرت فاطمہ زہرا (س) تمام زمانوں کی خواتین کی سردار ہیں۔ [12] ملا صالح مازندرانی نے اسی نظریہ کو مرتضیٰ مطہری سے پہلے پیش کیا ہے۔ [13]

اولاد

حمزہ کے تین بیٹے عمارہ، یعلیٰ و عامر تھے۔ [14] عمارہ (ان کے بڑے فرزند) فتح عراق میں شامل تھے۔ [15] یعلیٰ کے پانچ بیٹے تھے۔ [16] منابع میں اس بات کی تاکید کہ ان کی نسل کا سلسلہ آگے نہیں بڑھا، [17] دسویں صدی ہجری میں بعض افراد کو ان کی نسل سے شمار کیا گیا ہے۔ [18] ان کی بیٹیوں کے مختلف نام منابع میں ذکر ہوئے ہیں۔ منابع کی صراحت کے مطابق وہ سب ایک ہی بیٹی کے نام ہیں۔ وہ نام مرجح یا امامہ ہے۔ [19] امامہ کے نام کا تذکرہ حدیث غدیر خم کے راویوں میں بھی درج ہوا ہے۔ [20]

قبل از اسلام

حمزہ جنگ فجار اور حلف الفضول میں شریک تھے۔ وہ ابو طالب اور دیگر اعمام کے ہمراہ حضرت خدیجہ کا رشتہ مانگنے کی رسم میں حاضر تھے؛ حتیٰ کہ بعض مآخذ میں ہے کہ گو کہ حمزہ رسول اللہ کے ساتھ عمر کے لحاظ سے تھوڑا سا فرق رکھتے تھے اور ابھی نوجوان تھے اور خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا لیکن خدیجہ کبریٰ کا رشتہ مانگنے کی رسم میں حمزہ کا نام بھی مذکور ہے۔ [21]

ایک سال مکہ میں قحط پڑا اور لوگوں کو شدید خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا، تو رسول اللہ نے اپنے کثیر العیال چچا ابو طالب کی مدد کی تجویز دی تو حمزہ نے جعفر کی سرپرستی قبول کی اور انہیں گھر لے گئے۔ [22] (طبری کا کہنا ہے کہ جعفر کی سرپرستی عباس نے قبول کی تھی)۔ [23]

حمزہ شکاری تھے اور شکار کیا کرتے تھے۔ [24] دوران جاہلیت وہ عبد المطلب کے فرزندوں میں سے ایک تھے جنہوں نے قریش میں زعامت پائی اور اس قدر بلند مرتبہ تھے کہ بعض لوگ ان کے ساتھ معاہدے منعقد کرتے تھے۔ [25]

بعد از اسلام

جس دن رسول اللہ نے اپنے اقرباء اور اہل خاندان کو دعوت اسلام کی غرض سے چچا ابو طالب کے گھر آنے کی دعوت دی، حمزہ بھی موجود تھے۔ [26]

حمزہ حتیٰ کہ اظہار اسلام سے قبل ابوطالب کی طرح مشرکین کے آزار و اذیت سے آپ کی حمایت کرتے تھے۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق رسول اللہ کی شان میں ابو لہب اور دوسرے مشرکین کی توہین اور گستاخی کا جواب دیا کرتے تھے۔ [27]۔ [28]

قبول اسلام

گیارہویں صدی ہجری میں لکھی گئی کتاب سیرت النبی میں حمزہ کے ایمان لانے کی منظر کشی، یہ کتاب عثمانی حاکم سلطان مراد سوم کے حکم سے سید سلیمان کسیم پاشا نے تالیف کی۔

ایک دن ابو جہل کوہ صفا کے قریب رسول اللہ کے سامنے آیا اور نازیبا الفاظ کہہ کر آپ کی شان میں گستاخی کی۔ رسول اللہ نے ابو جہل کو جواب نہیں دیا۔ ایک کنیز بھی اس واقعے کی گواہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد حمزہ شکار سے واپس مکہ آئے۔ حمزہ کا معمول یہ تھا کہ شکار سے واپسی پر کعبہ کا طواف کرتے تھے اور اس کے بعد قریش کے اجتماعات میں جاتے اور ان سے بات چیت کرتے تھے۔ قریش حمزہ کی شجاعت کے باعث ان سے محبت کرتے تھے۔ حمزہ اپنے معمول کے مطابق جانے پہچانے افراد کے ساتھ دیدار میں مصروف تھے کہ وہ کنیز ان کے قریب آئی اور کہا: "آپ یہاں موجود نہ تھے کہ دیکھتے ابو جہل نے محمدؐ سے کیا کہا!" حمزہ فوری طور ابو

جہل کے قریب پہنچے جو مسجد الحرام میں لوگوں کے درمیان بیٹھا تھا اور اپنی کمان اس کے سر پر دے ماری اور ابو جہل شدید زخمی ہوا۔ حمزہ نے کہا: "تو محمد کو گالیاں دیتا ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ میں نے آپ کا دین اختیار کیا ہے؛ وہ جو بھی کہیں میں بھی وہی کہتا ہوں۔" بنو مخزوم نے ابو جہل کی مدد کا ارادہ کیا لیکن اس نے کہا: حمزہ کو جانے دو کیونکہ میں نے ان کے بھتیجے کو ناخوشایند گالی دی ہے۔ اس واقعے کے نتیجے میں حمزہ مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہوئے۔ قریش نے دیکھا کہ محمدؐ کو حمزہ جیسے جوانمرد کی حمایت بھی حاصل ہوگئی ہے اور کسی بھی منصوبے کے مقابلے میں آپ کی حفاظت کریں گا تو ان کی ریشہ دوانیوں میں کافی حد تک کمی آئی۔[29]

امام سجادؑ سے منقول حدیث کے مطابق مشرکین نے رسول اللہؐ کے سر پر اونٹنی کی بچہ دانی پھینکی تو اس واقعے میں حمزہ کی غیرت ان کے اسلام لانے کا سبب بنی۔[30] تاہم بعض محققین نے مستند اور مدلل انداز سے لکھا ہے کہ حمزہ کا اسلام ابتداء سے ہی آگہی اور شناخت پر استوار تھا۔[31]

حمزہ بن عبدالمطلب بعثت کے دوسرے یا چھٹے سال میں ابو ذر کے اسلام لانے سے قبل مسلمان ہوئے۔[32] حمزہ کا قبول اسلام ان کے اعزاء و اقارب کے قبول اسلام میں مؤثر تھا۔[33]

حمزہ کے قبول اسلام سے لے کر ہجرت تک کے حالات زندگی کے حوالے سے بہت کم معلومات تاریخ میں دستیاب ہیں؛ بس اتنا معلوم ہے کہ رسول اللہؐ نے اعلانیہ دعوت کا آغاز کیا تو حمزہ نے بھی اعلانیہ دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا۔[34] وہ رسول اللہؐ کے ساتھ رہے اور حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی۔[35] مشرکین نے شعب ابی طالب میں بنی ہاشم اور بنی المطلب کی ناکہ بندی کی تو مسلمین کے ساتھ شعب میں تھے۔[36] بعثت کے بارہویں سال دوسری بیعت عقبہ میں مدینہ کے بعض افراد نے رسول خداؐ کے ساتھ بیعت کی تو حمزہ اور علیؑ موجود تھے اور نگرانی کر رہے تھے کہ کہیں مشرکین قریب نہ آئیں۔[37]

ہجرت مدینہ

حمزہ مکہ میں مواخات کے دوران زید بن حارثہ کے بھائی بنے اور یوم احد بھی ان ہی کو اپنا وصی قرار دیا۔[38]۔[39] مدینہ میں مسلمانوں کے درمیان عہد اخوت کے دوران کلثوم بن ہدم کے بھائی بنے۔[40]

پیغمبر اکرمؐ نے سب سے رمضان سنہ 1 ہجری میں جنگ کا سب سے پہلا پرچم حمزہ کے لئے باندھا تاکہ وہ شام سے پلٹنے والے قریش کے کاروان تجارت کا راستہ روکنے کے لئے سریے کی قیادت کریں۔ حمزہ مہاجرین کے 30 سواروں کے ہمراہ ساحل سمندر پر واقع "عیص" نامی علاقے تک آگے بڑھے اور وہاں انہیں ابو جہل کی سرکردگی میں 300 سواروں کا سامنا کرنا پڑا۔ مجدی بن عمرو جہنی نامی شخص - جس نے دونوں فریقوں کے ساتھ امن کا معاہدہ منعقد کیا تھا - کی وساطت سے کوئی جھڑپ نہیں ہوئی اور فریقین لڑے بغیر واپس چلے گئے۔[41] حمزہ مختلف غزوات - جیسے غزوہ ابواء، غزوہ ذوالعشیرہ اور غزوہ بنی قینقاع میں رسول خداؐ کے لشکر کے علم بردار تھے۔[42]

غزوہ بدر میں حمزہ سپاہ اسلام کی صف اول میں تعینات تھے[43] اور رسول خداؐ نے انہیں، علیؑ اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو مشرکین کے چند سرغنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ مختلف روایات کے مطابق عتبہ بن ربیعہ یا شیبہ حمزہ کے ساتھ دو بدو لڑائی میں مارے گئے۔[44]

سد ابواب کے واقعے میں حمزہ کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے۔ گویا حمزہ ان افراد میں سے تھے جن کے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ رسول خداؐ نے حکم دیا کہ علیؑ کے گھر کے سوا دوسرے تمام گھروں کے دروازے بند کئے جائیں تو حمزہ نے بھی اس کا سبب پوچھا اور رسول خداؐ نے اس عمل کو اللہ کے ایک حکم کا نتیجہ قرار دیا۔ [45] اگرچہ بعض روایات سے معلوم ہوتا کہ گویا سد ابواب کا واقعہ فتح مکہ کے بعد رونما ہوا لیکن اول الذکر قول کو ترجیح حاصل ہے۔ [46]

سنہ 3 ہجری میں غزوہ احد سے قبل، حمزہ ان لوگوں میں شامل تھے جو مدینہ سے باہر دشمن کا سامنا کرنے کے حق میں تھے؛ یہاں تک کہ انہوں نے قسم اٹھائی کہ جب تک مدینہ سے باہر دشمن کے ساتھ دو دو ہاتھ نہ کریں گے کچھ بھی نہیں کھائیں گے۔ وہ سپاہ اسلام کے قلب کے امیر تھے اور دو تلواروں سے لڑ رہے تھے اور اس جنگ میں انہوں نے عظیم المثل شجاعت کے جوہر دکھائے۔ [47]

شہادت

غزوہ احد 15 شوال سنہ 3 ہجری (بمطابق 23 مارچ سنہ 625 ء) میں واقع ہوا اور اس جنگ میں حمزہ حارث بن عامر بن نوفل کی بیٹی کے غلام یا جبیر بن مطعم کے غلام "وحشی بن حرب" کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ [48]

ایک روایت کے مطابق حارث کی بیٹی نے وحشی کو آزادی کا وعدہ دیا اور اس کے عوض اس کو حکم دیا کہ اس کے باپ کے بدلے کے طور پر جو جنگ بدر میں مارا گیا تھا، محمدؐ، یا حمزہ یا علیؑ کو قتل کرے۔ [49] ایک روایت یہ بھی کہ جبیر بن مطعم نے اس کو آزادی کا وعدہ دیا اور کہا کہ اس کے چچا طعیمہ بن عدی کا انتقام لے جو جنگ بدر میں مارا گیا تھا؛ [50] تاہم اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہند بن عتبہ جو ابو سفیان کی بیوی تھی کا باپ، بھائی اور چچا غزوہ بدر میں مارے گئے تھے اور بدلہ لینے کے محرکات بنت حارث اور جبیر کی نسبت اس کے ہاں کچھ زیادہ ہی تھے۔ بعض روایات میں منقول ہے کہ ہند نے ابتداء ہی سے وحشی کو مال و دولت کا وعدہ دے کر اس کو اس جرم کے ارتکاب پر اکسایا تھا۔ [51]

بدن کا مثلہ ہونا

مروی ہے کہ ہند بنت عتبہ نے نذر مانی تھی کہ حمزہ کا کلیجہ چبائے گی! [52] وحشی نے ابتداء میں علیؑ کے قتل کا وعدہ دیا لیکن میدان میں جاکر اس نے حمزہ کو شہید کر دیا اور ان کا کلیجہ نکال کر ہند بنت عتبہ کے حوالے کیا۔ ہند نے اپنا لباس اور زیور وحشی کو دیا اور وعدہ دیا کہ مکہ پہنچ کر 10 دینار بطور انعام اس کو ادا کرے گی۔ بعد از اس حمزہ کے جسم بے جان کے قریب آئی اور بدن کا مثلہ [53] کر دیا اور ان کے اعضاء جسمانی سے ہار، کنگن، بالیاں اور پازیب بنالی اور انہیں حمزہ کے کلیجے کے ہمراہ مکہ لے گئی۔ [54] مروی ہے کہ معاویہ بن مُغیرہ اور ابو سفیان بن حرب نے بھی حمزہ کے بدن کا مثلہ کیا یا اس پر چوٹیں لگائیں۔ [55]

حمزہ کے پیکر بے جان کی حالت دیکھ کر بعض اصحاب [56] قسم اٹھائی کہ وہ قریش کے 30 یا اس بھی زیادہ افراد کا مثلہ کریں گے لیکن سورہ نحل کی آیت 126 نازل ہوئی جو اگرچہ مسلمانوں کو بوبہو کاروائی کی اجازت دی گئی مگر صبر کو بہتر چارہ کار قرار دیا گیا؛ ارشاد ہوا: "اور اگر تم لوگ سزا دو تو ویسی ہی جیسی تمہیں سزا دی گئی تھی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے"۔ [57]

ستر بار نماز جنازہ

حمزہ احد کے پہلے شہید تھے جن کی نماز جنازہ رسول اللہؐ نے پڑھائی اور بعد از اس شہداء کو باری باری لایا گیا اور حمزہ کے قریب رکھا گیا اور آپؐ نے ان شہداء اور حمزہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یوں 70 مرتبہ حمزہ کی مستقل طور پر اور دیگر شہداء کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ [58] حمزہ کو بہن صفیہ کے لائے ہوئے کپڑے کا کفن دیا گیا کیونکہ مشرکین نے ان کے بدن کو برہنہ کر دیا تھا۔ [59]

عبد اللہ بن جحش کو جو ان کے ماموں تھے، ان کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ [60]

حمزہ پر گریہ و بکاء

رسول اللہؐ نے حمزہ کی وہ حالت دیکھی تو روئے [61] اور پھر انصار کے اہل خانہ کو دیکھا جو اپنے شہداء کے لئے گریہ و بکاء کر رہے تھے تو فرمایا: "لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں ہے"۔ سعد بن معاذ نے آپؐ کی بات سن لی اور انصاری خواتین کو رسول خداؐ کے گھر کے دروازے پر لائے اور وہ انہوں نے حمزہ کے لئے گریہ کیا؛ اس دن کے بعد جب بھی کوئی انصاری خاتون اپنے کسی مرحوم کے لئے رونا چاہتی پہلے حمزہ کے لئے گریہ و بکاء کرتی تھی۔ [62] مروی ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے حمزہ کے سوگ میں تین دن تک لباس عزا پہنے رکھا۔ [63]

حمزہ کا مقبرہ

مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ زہراءؑ قبر حمزہ کی زیارت پر جاتی تھیں اور آپؐ نے قبر کے گرد پتھر رکھ کر نشان لگایا تھا۔ [64] اسی طرح سے شیخ طبرسی کی گزارش کے مطابق، انہوں نے ان کی خاک قبر سے ایک تسبیح بنائی تھی جس وہ تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ [65]

امویوں نے خاندان رسالت کے ساتھ دشمنی کے باعث، حضرت حمزہ اور غزوہ احد کے دوسرے شہداء کی قبروں کے ساتھ غیر شائستہ رویہ روا رکھا۔ مروی ہے کہ ابو سفیان نے عثمان بن عفان کے دور حکومت میں قبر حمزہ پر لات ماری اور کہا "اے ابا عمارہ! جس چیز کے لئے تو نے کل ہمارے خلاف تلوار سونت لی تھی آج ہمارے نوجوانوں کے ہاتھوں کا کھلونا ہے جس کے ساتھ وہ کھیل رہے ہیں!"۔ [66] معاویہ نے غزوہ احد کے 40 سال بعد احد میں ایک چشمے یا نہر کا پانی جاری کرنے کی غرض سے - گویا خاندان رسالت کے ساتھ دشمنی کی بنا پر - حکم دیا کہ حضرت حمزہ سید الشہداء سمیت شہدائے احد کی قبریں کھول دی جائیں اور ان کو دوسرے مقام پر دفن کیا جائے۔ اس اقدام کے بعد بعض شہداء منجملہ احتمالا حمزہ کی قبروں کے مقامات تبدیل ہو گئے۔ [67]

حمزہ کے مزار کے اوپر قدیم الایام سے ایک مسجد اور بارگاہ تعمیر کی گئی تھی لیکن حجاز پر وہابیوں کے تسلط اور آل سعود کے بر سر اقتدار آنے کے بعد حضرت حمزہ کے مزار پر تعمیر شدہ گنبد و بارگاہ کو سنہ 1344 ہجری میں منہدم کیا گیا۔ [68] نیز مسجد حمزہ کو گرا دیا گیا اور مزار شہدائے احد کے مغرب میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جو مسجد احد، مسجد علی اور مسجد حمزہ کے نام سے مشہور ہے۔ [69] حمزہ سید الشہداء کا مزار قدیم الایام سے مدینہ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے زائرین اور حجاج - بالخصوص شیعہ اور ایرانیوں کی خاص توجہ کا مرکز رہا ہے۔

حمزہ کی منزلت

حمزہ کی شخصیت کی گہری تاثیر اور مقبولیت و ہر دل عزیز کی ایک نمونہ یہ تھا کہ ان کی شہادت کے بعد بعض صحابیوں نے اپنے بچوں کو ان کے نام سے موسوم کیا۔ [70] حضرت حمزہ اور جعفر طیار کی شہادت کو

قریشیوں کے مقابلے میں بنی ہاشم کی طاقت میں کمی آنے اور رسول خداؐ کی طرف سے جانشینی کے واضح اعلان کے باوجود علی بن ابی طالبؑ کی خلافت سے محروم ہونے کا سبب گردانا گیا ہے۔ [71]

حمزہ کے فضائل احادیث کی روشنی میں
امیرالمؤمنینؑ اور دوسرے ائمہؑ نے مخالفین کے ساتھ بحث کے دوران حمزہ اور جعفر کے ساتھ اپنی قرابت پر فخر کا اظہار کیا ہے۔ [72]

حمزہ کے فضائل اور کرامات کے سلسلے میں متعدد احادیث نقل ہوئی ہیں۔ [73] رسول اللہؐ نے حمزہ، جعفر بن ابی طالب اور علیؑ کو لوگوں میں سب سے بہتر [74] اور بنو ہاشم کی نسل سے آنے والے 7 بہترین افراد کے زمرے میں شمار کیا [75] نیز علیؑ جعفر اور حمزہ کو بہترین شہداء قرار دیا۔ [76] رسول اکرمؐ فرمایا کرتے تھے کہ "حمزہ نے قرابت کا حق ادا کیا اور نیک اعمال بجا لانے والے تھے"۔ [77]
احادیث میں حمزہ کے گھوڑے "وَرْد" اور ان کی تلوار "لیاح" [78] اور دیگر ذاتی وسائل کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

حوالہ جات

1- یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۹

2- رجوع کریں: ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱۴۱۰ق، ج ۱، ص ۱۰۸-۱۱۰

3- واقدی، المغازی، ۱۴۰۹ق، ج ۱، ص ۷۰

4- رجوع کریں: عاملی، الصحيح من سيرة النبي، ج ۲، ص ۷۱-۷۸

5- ابن سعد، الطبقات، ج 3، ص 8؛ البلاذري، انساب الاشراف، ج 3، ص 282۔

6- ابن کلبی، جمهرة النسب، ج 1، ص 28؛ ابن ہشام، السيرة النبوية، قسم 1، ص 109۔

7- الزبیدی، تاج العروس، ج 8، ص 53۔

8- ابن درید، الاشتقاق، ج 1، ص 45-46۔

9- رجوع کریں: الواقدي، المغازی، ج 1، ص 68؛ ابن سعد، الطبقات، ج 3، ص 8۔

10- واقدی، المغازی، ۱۴۰۹ق، ج ۱، ص ۲۹۰

11- نہج البلاغة، نامہ ۲۸

12- مطہری، مجموعہ آثار استاد شہید مطہری، ج ۲۲، ص ۲۶۵-۲۶۶

13- مازندرانی، شرح اصول کافی، ۱۴۲۱ق، ج ۱۱، ص ۳۶۸

14- ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱۴۱۰ق، ج ۳، ص ۸

15- بلاذری، انساب الاشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۳، ص ۲۸۸-۲۸۹

16- ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱۴۱۰ق، ج ۳، ص ۹

17- رجوع کریں: ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱۴۱۰ق، ج ۳، ص ۹

18- رجوع کریں: آقا بزرگ طہرانی، الذریعة، ج ۲۶، ص ۹۶

19- برای نمونہ رجوع کریں: بلاذری، انساب الاشراف، ۱۴۱۷ق، ج ۳، ص ۲۸۳؛ ابن اثیر، اسد الغابة، ۱۴۰۹ق، ج ۶،

ص ۲۱، ۱۲۷، ۱۹۹، ۲۱۹، ۳۷۸

20- امینی، الغدير، ج ۱، ص ۱۳۹

21- رجوع کریں: البلاذري، انساب الاشراف، ج 1، ص 98، 100، 103؛ البلاذري، وہی ماخذ، ج 2، 15؛ اليعقوبی، تاریخ

- اليغقوبى، ج2، ص20؛ ابن اسحاق، كتاب السير والمغازى، ص82؛ ابن هشام، السيرة النبوية، قسم1، ص189-190.
- 22-رجوع كرين: ابو الفرج اصفهاني، مقاتل الطالبين، ص26.
- 23-الطبري، تاريخ الامم والملوك، ج2، ص313.
- 24-ابن حبيب، كتاب المُنَمَّق، ص243.
- 25-رجوع كرين: وبي مؤلف، كتاب المُحَبَّر، ص164-165؛ وبي مؤلف، كتاب المُنَمَّق، ص243؛ الواقدي، المغازى، ج1، ص153.
- 26-ابن اسحاق، كتاب السير والمغازى، ص145-146؛ الطبري، تاريخ الامم والملوك، ج2، ص319-320.
- 27-رجوع كنيدي به البلاذري، انساب الاشراف، ج1، ص131.
- 28-الكليني، الكافي، ج1، ص449.
- 29-شهيدى، تاريخ تحليلى اسلام، ص49؛ ابن اسحاق، السير والمغازى، ص171-172؛ ابن هشام، السير النبوية، قسم1، ص291-292.
- 30-الكليني، الكافي، ج1، ص449، ج2، ص308.
- 31-العاملى، الصحيح من سيرة النبى، ج3، ص153-154.
- 32-ابن عبدالبزّ، الاستيعاب، ج1، ص369؛ ابن سعد، الطبقات، ج3، ص9؛ الكليني، الكافي، ج8، ص298.
- 33-ابن سعد، الطبقات، ج3، ص123.
- 34-البلاذري، انساب الاشراف، ج1، ص123.
- 35-ابن هشام، السيرة النبوية، قسم1، ص343-344.
- 36-ابن اسحاق، كتاب السير والمغازى، ص160-161.
- 37-القمى، تفسير القمى، ذيل انفال: 30.
- 38-ابن حبيب، كتاب المُحَبَّر، ص70.
- 39-ابن هشام، السيرة النبوية، قسم1، ص505.
- 40-البلاذري، انساب الاشراف، ج1، ص270.
- 41-الواقدي، المغازى، ج1، ص9؛ ابن هشام، السيرة النبوية، قسم1، ص595-596؛ ابن سعد، الطبقات، ج2، ص6.
- 42-ابن سعد، الطبقات، ج2، ص8-9 و ج3، ص10.
- 43-ابن سعد، الطبقات، ج3، ص12.
- 44-الواقدي، المغازى، ج1، ص68-69؛ الطبري، تاريخ الامم والملوك، ج2، ص445.
- 45-السمهودى، وفاء الوفا، ج2، ص477-479.
- 46-العاملى، الصحيح من سيرة النبى، ج5، ص342 به بعد.
- 47-الواقدي، المغازى، ج1، ص211؛ ابن سعد، الطبقات، ج3، ص12؛ الواقدي، المغازى، ج1، ص226؛ الواقدي، المغازى، ج1، ص76، 83، 259، 290.
- 48-ابن اسحاق، السير والمغازى، ص323؛ ابن سعد، الطبقات، ج3، ص10؛ الواقدي، المغازى، ج1، ص285.
- 49-الواقدي، المغازى، ج1، ص285.

- 50- ابن اسحاق، السير والمغازی، ص323، 329؛ ابن ہشام، السيرة النبوية، قسم 2، ص70-72.
- 51- البلاذري، انساب الاشراف، ج3، ص286-287؛ القمي، تفسير القمي، ج1، ص116.
- 52- ابن سعد، الطبقات، ج3، ص12.
- 53- مثله کرنا: یعنی کان اور ناک یا اطراف جسم سے کوئی عضو کاٹنا، کسی کے اعضاء جسمانی میں سے کوئی عضو کاٹنا (یادداشت بہ خط مرحوم دہخدا)؛ فرہنگ لغت عمید۔
- 54- الواقدی، المغازی، ج1، ص285-286.
- 55- البلاذري، انساب الاشراف، ج1، ص338؛ ابن ہشام، السيرة النبوية، قسم 2، ص93.
- 56- القمي، تفسير القمي، ذیل آیت 126 سورہ نحل؛ الطوسی، التبیان، ذیل آیت 126 سورہ نحل۔
- 57- ابن اسحاق، السير والمغازی، ص335.
- 58- ابن سعد، الطبقات، ج3، ص11، مقایسہ کنید با ج3، ص16؛ نہج البلاغۃ، مکتوب شمارہ 28؛ الکلینی، الکافی، ج3، ص186، 70 تکبیریں۔
- 59- ابن سعد، الطبقات، ج3، ص15-16؛ البلاذري، انساب الاشراف، ج3، ص288-289؛ الکلینی، الکافی، ج3، ص211.
- 60- ابن جوزی، صفة الصفوة، ۱۴۲۳ق، ج۱، ص۲۰۳.
- 61- ابن عبد البر، الاستیعاب، ج1، ص374.
- 62- الواقدی، المغازی، ج1، ص315-317؛ ابن سعد، الطبقات، ج3، ص11، قس ج3، ص17.
- 63- ابن اثیر، النہایۃ، ج5، ص68.
- 64- ابن سعد، الطبقات، ج3، ص19؛ ابن شہہ نمیری، کتاب تاریخ المدینۃ المنورہ، ج1، ص132.
- 65- طبرسی، مکارم الاخلاق، ۱۳۹۲ق، ج۱، ص۲۸۱.
- 66- ابن ابی الحدید، ج16، ص136.
- 67- الواقدی، المغازی، ج1، ص267-268؛ ابن سعد، الطبقات، ج3، ص11؛ ابن شہہ نمیری، کتاب تاریخ المدینۃ المنورہ، ج1، ص133؛ محمد باقر نجفی، مدینہ شناسی، ج2، ص257.
- 68- جعفر خیاط، المدینۃ المنورۃ فی المراجع الغربیۃ، ص254؛ نجمی، حمزہ سیدالشہداء، ص191، 212.
- 69- قائدان، تاریخ و آثار اسلامی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ، ص332.
- 70- ابن سعد، الطبقات، ج5، ص186؛ الکلینی، الکافی، ج6، ص19؛ حاکم نیشابوری، المستدرک علی الصحیحین، ج3، ص196.
- 71- الکلینی، الکافی، ج8، ص189-190؛ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، ج11، ص111، 115-116.
- 72- نہج البلاغۃ، نامہ 28؛ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج5، ص424؛ نجمی، حمزہ سیدالشہداء، ص37-50.
- 73- ابن سعد، الطبقات، ج3، ص12؛ نجمی، حمزہ سید الشہداء، ص21-35.
- 74- ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبیین، ص17.
- 75- الکلینی، الکافی، ج8، ص50.
- 76- الکلینی، الکافی، ج1، ص450.
- 77- ابن سعد، الطبقات، ج3، ص13-14.
- 78- ابن حبیب، کتاب المُنَمَّق، ص407 و 411.

قرآن كريم-

آقا بزرگ طهرانی، الذريعة.

ابن أبی الحديد، عبد الحميد بن هبة الله المعتزلي، شرح نهج البلاغة، عيسى البابي، دار احياء الكتب العربية مصر، الطبعة الثانية 1387 هـ/1967ء/ منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي قم، ايران 1404 هـ ابن اثير، علي بن محمد، اسد الغابة في معرفة الصحابة، چاپ محمد ابراهيم بنا و محمد احمد عاشور، قاہرہ 1970-1973ء

ابن اثير، مبارك بن محمد، النهاية في غريب الحديث و الاثر، چاپ طاہر احمد زاوی و محمود محمد طناحي، قاہرہ، 1383-1385هـ / 1963-1965ء چاپ افست بيروت، [بی تا]

ابن اسحاق، السير والمغازي، چاپ سهيل زكار، [بی جا]: دارالفكر، 1398هـ/1978ء چاپ افست قم، 1368 هـ

ش

ابن حبيب، كتاب المُحَبَّر، چاپ ايلزه ليشتن اشتتر، حيدرآباد، دكن، 1361 هـ / 1942ء، چاپ افست بيروت، [بی تا]

ابن حبيب، كتاب المُنَمَّق في اخبار قریش، چاپ خورشيد احمد فارق، بيروت، 1405 هـ / 1985 ع

ابن دريد، الاشتقاق، چاپ عبدالسلام محمد بارون، بغداد، 1399 هـ / 1979 ع

ابن سعد، الطبقات (بيروت)

النميري البصري، أبو زيد عمر بن شبه، تاريخ المدينة المنورة (أخبار المدينة النبوية)، المحقق: فهميم محمد

شلتوت، دار الفكر قم، ايران 1410 هـ ق / 1386 هـ ش

ابن عبد البر، الاستيعاب في معرفة الاصحاب، چاپ علي محمد بجاوی، بيروت، 1412 هـ / 1992ء

ابن قدامه، التبيين في انساب القرشيين، چاپ محمد نايف دليمي، بيروت، 1408 هـ / 1988ء

ابن كلبی، جمهرة النسب، ج1، چاپ ناجی حسن، بيروت، 1407 هـ / 1986ء

ابن هشام، السيرة النبوية، چاپ مصطفى سقا، ابراهيم ابیاری، و عبدالحفيظ شلبی، [بيروت]: دار ابن كثير، [بی تا]

ابوالفرج اصفهانی، مقاتل الطالبیین، چاپ احمد صقر، قاہرہ، 1368 هـ / 1949ء

امينی، عبد الحسين، الغدير في الكتاب و السنة و الادب، قم، 1416-1422 هـ / 1995-2002ء

البلاذري، احمد بن يحيى، انساب الاشراف، ج1، چاپ محمد حميدالله، مصر 1959، ج2، چاپ محمد باقر

محمودی، بيروت، 1394 هـ / 1974، ج3، چاپ عبدالعزيز دوري، بيروت، 1398 هـ / 1978ء

جعفر خياط، «المدينة المنورة في المراجع الغربية»، در موسوعة العتبات المقدسة، تأليف جعفر خليلي، ج3،

بيروت: مؤسسة الاعلمي للمطبوعات، 1407 هـ / 1987ء

حاكم نيشابوري، محمد بن عبدالله، المستدرک على الصحيحين، چاپ يوسف عبدالرحمان مرعشلي، بيروت،

1406ء

زبيدي، محمد بن محمد، تاج العروس من جواهر القاموس، چاپ علي شيرى، بيروت، 1414 هـ / 1994ء

سمهودی، علي بن عبدالله، وفاءالوفا باخبار دار المصطفى، چاپ محمد محيى الدين عبدالحميد، بيروت،

- شهیدی، جعفر، تاریخ تحلیلی اسلام تا پایان امویان، تهران: نشر مرکز دانشگاهی، 1369ء
- الطبري، تاريخ الامم والملوك (بيروت)
- طوسی، محمد بن حسن، التبيان في تفسير القرآن، چاپ احمد حبيب قصير العاملي، بيروت، [بی تا].
- العاملي، جعفر مرتضى، الصحيح من سيرة النبي الاعظم، بيروت، 1415 هـ / 1995ء
- القمي، على بن ابراهيم تفسير القمى، چاپ طيب موسوى جزائرى، قم، 1404 هـ
- قائدان، اصغر، تاريخ و آثار اسلامى مکه مکرمه و مدينه منوره، [تهران]، 1384 هـ ش
- الکلىنى، الکافى
- محمد باقر نجفى، مدينه شناسى، ج2، بن، 1375 هـ ش
- محمدصادق نجمى، حمزه سيدالشهداء عليه السلام، تهران، 1383 هـ ش
- نهج البلاغة [امام على بن ابى طالب]، چاپ صبحى صالح، قاہرہ، 1411 هـ / 1991ء
- واقدى، محمد بن عمر، كتاب المغازى، چاپ مارسدن جونز، لندن، 1966ء
- يعقوبى، تاريخ